کہ قرآن کا یہ حکم جماعتِ اسلامی کے بیت المال قائم ہونے کے بعد ساقط ہو گیا ہے یعنی والدین، اقرباء، یتٰمیٰ، مساکین کے لیے انفاق، بلکہ صحیح حکم یہ ہے کہ پہلے جماعت اسلامی کے بیت المال میں دیں۔

مجھے آپ سے اس بارے میں وضاحت درکار ہے۔

جواب :-

مکرمی و محترمی! السلام علیکم

گرامی نامہ ملا۔ آپ کی مجبوری تھی کہ آپ کو ذاتی احوال لکھنے پڑے، ورنہ اتنی تفاصیل سامنے نہ آتیں اور آپ کا پردہ رہتا تو اچھا تھا۔ میرے نقطۂ نظر سے آپ کے اٹھائے ہوئے سوالات کے جواب درج ذیل ہیں:

۱۔ ہمارے تحریکی دوستوں کو، خصوصاً سرکردہ حضرات کو باہم دگر ایک دوسرے کے حالات سے اتنا ضرور آگاہ ہونا چاہیے کہ وہ مناسب رائے دوسروں کے متعلق قائم کر سکیں۔ اس کا طریق رابطہ ہے جو نہ تو سرا سر بے قسم کا ہو، نہ دفتر و اجتماعات سے متعلق، بلکہ ایک محبت آمیز نجی تعلق، قدرے بے تکلفی، ایک دوسرے کو ذاتی سطح پر جاننے سمجھنے کی کوشش مطلوب ہے۔

۲۔ آپ اگر اپنے حالات میں گنجائش نہ پاتے ہوں تو محض دوسروں کے تقاضوں اور دباؤ سے خرچ کرنا ضروری نہیں ہے، استطاعت ہو تو خالصتاً للہ خرچ کرنا چاہیے۔

۳۔ ایک امر بطور مشورہ! تحریک سے تعلق اور خدا سے محبت بڑھانے کے لیے آپ یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ مثلاً ایک روپیہ یا آٹھ آنے یا چار آنے پابندی سے ادا کرتے رہیں تاکہ آپ کو یہ تسکین حاصل رہے کہ نظم و دعوت کے مالی مصارف کے بہتے دریا میں آپ کا بھی حصہ ہے۔

علاوہ ازیں جسمانی یا دماغی قوتوں سے تحریک اور دوسرے انسانوں کی خدمات سرانجام دی جا سکتی ہیں۔

۴۔ میری رائے یہ ہے کہ والدین، اقرباء، پڑوسی، مصیبت زدہ افراد وغیرہ کے حقوق اپنی جگہ رکھتے ہیں، اور تحریک ان کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ مثلاً خدمتِ والدین پر آپ اگر خرچ کرتے ہیں تو تحریک یہ مطالبہ نہیں کر سکتی کہ اس خرچ کو بند کر کے تحریک کو ادا کرو۔ نہ یہ مناسب ہے کہ آپ والدین پر جو خرچ کرتے ہیں، وہ پہلے بیت المال میں داخل کریں، پھر بیت المال کا کوئی آدمی آپ کے والدین

کے پاس جا کر رقم ادا کرے اور رسید پرچہ بنائے۔ چھوٹے چھوٹے روزمرہ معاملات اگر یہ شکل اختیار کر لیں تو ایک طرف جماعت پر دفتری بوجھ بڑھے گا اور دوسری طرف دفتریت کے چکر سے ہو کر حق بحق دار تاخیر سے پہنچے گا۔ علاوہ ازیں بعض شرفا بہت ہی قریبی لوگوں سے پردے میں تو کچھ لے لیتے ہیں، اگر عام دفتری یا اجتماعی سطح پر اپنا بھرم گنوانے پر تیار نہیں ہوتے۔ بہرحال فرض کردہ حقوق کی ادائیگی کو تحریک ساقط نہیں کرسکتی۔

اسی طرح آپ کے سامنے کوئی آدمی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ آپ نے اُسے ٹیکسی پر لدوا کر ہسپتال پہنچایا۔ اور اس کا خرچہ بھی ادا کر دیا اور جسمانی محنت بھی اُٹھائی۔ اور وقت کی قربانی بھی دی۔ کوئی ضرورت نہیں کہ آپ اس طرح کے مصارف کا گوشوارہ بنا کر پیش کرتے رہیں۔ ایسا عمل آپ کے ذریعے از خود دعوتِ حق کے فروغ کا ذریعہ بنے گا۔

(بقیہ: اسلام میں اختلاف کے آداب)

کسی حقیقت کا اظہار اس کی اپنی زبان سے ہو رہا ہو یا اس کے بھائی کی زبان سے۔

۶۔ وہ اسلام کے عام آداب کی پابندی کرتے ہوئے دورانِ گفتگو اچھے کلمات کا انتخاب کرتے، جارحانہ اور سخت الفاظ کے استعمال سے گریز کرتے۔ اور دوسرے کی بات بغور سنتے۔

۷۔ وہ خواہ مخواہ کے جھگڑنے سے حتی الوسع پرہیز کرتے، موضوع زیرِ بحث کے بارے میں اپنی پوری کوشش صرف کرتے جس کی بنا پر ہر فریق دوسرے کی رائے کو سنجیدگی سے سنتا اور اس کا پورا پورا احترام کرتا اور یا تو اسے قبول کرنے پر مجبور ہوتا یا اس سے بہتر رائے پیش کرنے کی کوشش کرتا۔

یہ وہ چند خاص "آدابِ اختلاف" ہیں جو عہدِ رسالت میں پیش آنے والے واقعات کے مطالعے سے سامنے آتے ہیں۔

مطبوعات

مسافرانِ عدم | از جناب سید اسعد گیلانی ، ایم۔این۔اے ۔ ناشر: حسنات اکیڈیمی ۔ ۱۹ سی منصورہ ، لاہور ۱۸

کاغذ، کتابت، طباعت دلکش ، جلد ستھری ڈائی کے ساتھ ۔ ضخامت : ۵۲۴ صفحات ۔
قیمت: ۔/۷۰ روپے

علمی، ادبی اور سیاسی حلقوں میں جناب سید اسعد گیلانی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کی متعدد تصانیف شائع ہو کر پذیرائی حاصل کر چکی ہیں ۔ زیر نظر کتاب میں سید صاحب نے ہمیشہ کے لیے جدا ہونے والے اساتذۂ کرام، رفقائے گرامی ، احبابِ عزیز اور اقربائے محترم کے تذکرے پیش کیے ہیں خصوصاً مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ ، مولانا مسعود عالم ندویؒ ، چوہدری غلام محمد، مولانا ماہر القادری، ڈاکٹر نذیر احمد شہید، جناب مصباح الاسلام فاروقی ، حکیم اقبال حسین ، مولانا گلزار احمد مظاہری ، سید غلام رسول شاہ ، سید صدیق الحسن گیلانی اور خالد صدیقی کے احوال و مقامات کا بیان نہایت اہم ہے ۔

جن مسافرانِ عدم کی زندگیوں کی جھلک دکھائی گئی ہے ، یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے سامنے چل پھر اور ہنس بول رہے ہیں ۔ مزید یہ کہ یہ کتاب محض چند شخصیتوں کا تذکرہ ہی نہیں بلکہ تحریکِ اسلامی کی ایمان افروز داستان کا عکس بھی لیے ہوئے ہے ۔ اس میں اتنی دلچسپی اور جاذبیت ہے کہ ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد ختم کیے بغیر اسے ہاتھ سے رکھنا مشکل ہے ۔